خبر نامہ

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام

مشاعرۂ جشن جمہوریت کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی کا تاریخ ساز مشاعرۂ ''جشنِ جمہوریت'' حسب روایت لال قلعہ کے سبزہ زار پر منعقد ہوا جس کی صدارت معروف ہندی کوی ڈاکٹر کنور بے چین نے کی۔ نظامت کے فرائض مشہور ناظم مشاعرہ منصور عثمانی نے انجام دیے۔ مہمان مکرم کی حیثیت سے عمران حسین وزیر برائے خوراک ورسد حکومت دہلی نے شرکت کی۔ اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئر مین پروفیسر شہپر رسول نے مہمانان، سامعین اور شعرا کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ مشاعرۂ جشنِ جمہوریت دہلی کی ایک قدیم روایت ہے جو آزادی کے بعد سے مسلسل منعقد ہوتا رہا ہے، میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ اروند کیجر یوال اور نائب وزیر اعلیٰ منیش سسو دیا کا جنھوں نے ہمیں ایک بار پھر اردو کی اس عظیم اور تاریخی روایت کو آگے بڑھانے میں تعاون پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ اردو محبت کی زبان ہے اس کی اپنی ایک تہذیب ہے۔ اردو کے متوالوں نے اپنی تحریروں، تقریروں اور شاعری کے ذریعہ جہاں جنگ آزادی میں نمایاں رول ادا کیا، وہیں قومی یکجہتی کو مضبوطی بخشی، محبوب سے باتیں کرنے کا سلیقہ سکھایا کبھی نظم کی صورت میں تو کبھی غزل کی صورت میں۔ دبے کچلے اور کمزوروں کی آواز بن کر ایوانوں میں گونجی۔ ہمیں اپنے اس تہذیبی، ثقافتی اور قومی ورثہ پر ناز ہے۔ انہوں نے کہا کہ اردو اکادمی دہلی سرکار کا ایک چھوٹا سا ادارہ ضرور ہے، مگر اس کے حوصلے بہت بلند ہیں۔ آرٹ اور کلچر سے بھر پور سینٹرل پارک کا ''جشنِ وراثت اردو'' اور اردو'' ڈراما فیسٹول'' میں عوام کے اژدہام نے ثابت کر دیا کہ اردو کا جادو آج بھی برقرار ہے۔

جناب عمران حسین نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح لال قلعہ ہماری عظمت کا نشان ہے، اسی طرح مشاعرۂ جشن جمہوریہ بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے جس کو ساری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اردو ہمارا تہذیبی ورثہ ہے اس کو باقی رکھنا اور آئندہ نسلوں میں منتقل کرنا ہمارا فرض ہے۔ دہلی سرکار اردو کے فروغ کے لیے پابند عہد ہے جب بھی اردو کے حوالے سے کسی پروگرام کی بات آتی ہے تو بلا کسی روک ٹوک کے اس کو فائنل کیا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جشن جمہوریت کا یہ مشاعرہ آئندہ اور بڑے پیمانے پر منعقد کیا جائے گا۔ دنیا کے دیگر ممالک کے شعرا کو بھی دعوت دی جائے گی تا کہ عالمی پیمانے پر اردو کی زبانی محبت کا پیغام عام کیا جا سکے۔ سکریٹری اردو اکادمی دہلی ایس۔ ایم۔ علی نے اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ دہلی حکومت نے ہمیشہ اردو کے فروغ، اس کی بقا اور تحفظ کے مسئلے پر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے، میں تہہ دل سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اردو اکادمی دہلی سمیناروں، مشاعروں اور مذاکروں کے علاوہ تدریسی اور اشاعتی نقطۂ نظر سے بھی ہر سطح پر ایمانداری کے ساتھ فروغ اردو کے لیے کام کر رہی ہے۔ تنکار پرفارمینس گروپ نے لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری، سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا اور حب الوطنی سے سرشار نغمے پیش کر کے مشاعرے کا آغاز کیا۔ مشاعرے میں پیش کیے گئے منتخب اشعار قارئین کی نذر ہیں:

درس اردو زبان دیتا ہوں
اہل ایماں پہ جان دیتا ہوں
(گلزار دہلوی)

تمہارے دل کی چبھن بھی ضرور حل ہوگی
کسی کے پاؤں کا کانٹا نکال کر دیکھو
(کنور بے چین)

میں تو ٹوٹا تھا اس کی چاہت میں
وہ مجھے آزما کے ٹوٹ گیا
(منصور عثمانی)

تجھے ایک کہانی سنائی تھی کوئی جرم میں نے کیا نہیں
تیرا رنگ خود ہی بدل گیا تیرا نام تک تو لیا نہیں
(نسیم نوری)

بہت خراب ہے ماحول اس زمانے کا
نکلنا گھر سے تو ماں باپ کی دعا لے کر
(منظر بھوپالی)

زندگی تیرے تعاقب میں ہم
اتنا چلتے ہیں کہ مرجاتے ہیں
(طاہر فراز)

قاتل ہمارے قتل سے مشہور ہوگیا
ہم کو شہید ہو کے بھی شہرت نہیں ملی
(محشر آفریدی)

آتش عشق تو آتش عشق ہے
لگ گئی اتفاقاً جدھر لگ گئی
(خورشید حیدر)

شعر میں ممکن نہیں تعریف اس کے حسن کی
دیکھ کر جس کا سراپا آئینہ پانی ہوا
(ڈاکٹر ظفر مرادآبادی)

مری نگاہ بدن پہ ٹھہر گئی ورنہ
وہ اپنی روح مرے نام کرنے والا تھا
(میکش امروہوی)

ساری بستی تو ایک جیسی تھی
صرف میرا ہی گھر جلا کیسے
(الطاف ضیا)

خود کو تنہا کہیں نہ کر لینا
مبتلا ہو کے بدگمانی میں
(جاوید مشیری)

جام خالی ہیں رند پیاسے ہیں
ساقیِ میکدہ بھکاری ہے
(وارث وارثی)

چاند سے پوچھو یا پوچھو میرے دل سے
تنہا کیسے رات بتائی جاتی ہے
(انا دہلوی)

گٹھیلا جسم تھا اس کا مگر ہائٹ بہت کم تھی
محبت سے اسے کچھ لوگ گٹھیا بائی کہتے ہیں
(کلیم ثمر بدایونی)

کھو گئی ہے میرے محبوب کے چہرے کی چمک
چاند نکلے تو ذرا اس کی تلاشی لینا
(اشوک ساحل)

کہہ رہا ہے صدیوں سے تاج کا حسیں چہرا
فن اگر مکمل ہو بولتی ہیں تصویریں
(صبیحہ سنبل)

کبھی غیرت کو تم رسوا نہ کرنا
اٹھانا رنج و غم شکوہ نہ کرنا
(پریتا باجپئی)

رات دیر گئے مشاعرہ اختتام کو پہنچا۔ اسے کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اردو اکادمی دہلی کے کارکنان نے اہم کردار ادا کیا۔ اہم شرکا میں تنن تیاگی (ایم ایل اے) لکشمی نگر، لیور ویلفیئر بورڈ کے چیئر مین بھورے خان، عام آدمی پارٹی اقلیتی شعبہ دہلی کے صدر حاجی یونس، کونسلر طاہر حسین اور ندیم ادریسی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام

یک روزہ قومی سمینار کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام معروف ترقی پسند شاعر کیفی اعظمی کے صد سالہ یوم پیدائش کے موقع پر ترو ینی کلا سنگم آڈیٹوریم منڈی ہاؤس میں یک روزہ قومی سمینار منعقد ہوا۔ تین نشستوں پر مشتمل اس سمینار کے افتتاحی اجلاس کی صدارت پروفیسر شمیم حنفی نے کی۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے نائب وزیر اعلیٰ دہلی منیش سسو دیا نے شرکت کی۔ معروف شاعر و قلمکار جاوید اختر اور شبانہ اعظمی بطور مہمان مکرم شریک رہے، نظامت کے فرائض ڈاکٹر شفیع ایوب نے انجام دیے۔ اس موقع پر منیش سسو دیا نے کہا کہ جاوید اختر اور شبانہ اعظمی کی موجودگی نے اردو اکادمی کے اس جشن کیفی کو تاریخی بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظلم و جبر اور ناانصافی کے خلاف کیفی اعظمی نے جس طرح اپنے قلم کا استعمال کیا وہ ان کی اعلیٰ قدروں کا غماز ہے۔ دور حاضر کی نفرت آمیز سیاست میں بھی ان کا کلام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ آج کے اس سمینار میں پیش کئے جانے والے مقالوں کو کتابی شکل دے کر سرکاری اسکولوں کی لائبریری میں رکھیں تا کہ طلبہ اور اساتذہ ان کا مطالعہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل پر ان کی انقلابی کاوشیں اثر انداز ہو جائیں انھوں نے اعلان کیا کہ یہ مقالے صرف اردو میں ہی نہیں بلکہ دیوناگری میں بھی شائع کئے جائیں گے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ان کے پیغام کو پہنچایا جا سکے۔ انھوں نے کہا کہ میری کوشش ہے کہ آرٹ اینڈ کلچر صرف پروگراموں تک محدود نہ رہے بلکہ اس کا استعمال اس طور پر ہو جو اس کا اصلی حق ہے۔

جاوید اختر کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ یہ کیفی اعظمی اور ان کے ہم عصر ترقی پسندوں کی روایت پر ہی عمل پیرا نہیں ہیں بلکہ ان کی فکری وراثت کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنے کا کام بھی کر رہے ہیں۔ شبانہ اعظمی نے کہا کہ میرے والد ان قلمکاروں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری کا مقصد و محور عوامی مسائل کو بنایا تھا، موجودہ ماحول میں ان کی اور ان کے ہم عصر ترقی پسند شاعروں، نقادوں اور نثر نگاروں کی

شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے کاش اس دور کے شعرا بھی ظلم، ناانصافی اور محرومی کے خلاف سینہ سپر ہوتے اور کیفی صاحب کے ہر آخری شخص کے چہرے پر خوشی دیکھنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوسکتا۔ انھوں نے صدسالہ یوم پیدائش کے اولین جشن کیفی کے انعقاد پر دہلی سرکار کا شکریہ ادا کیا۔ جاوید اختر نے کہا کہ کوئی بھی معاشرہ جب اپنے فنکاروں کو عزت دیتا ہے، ان کو وہ مقام دینے کی کوشش کرتا ہے جن کے وہ حق دار ہیں تو وہ اپنی علمی، فکری اور نظریاتی زندگی کا ثبوت بھی پیش کررہا ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ کیفی اعظمی نے اپنی شاعری میں ہر محروم طبقے کی نمائندگی کی ہے پوری زندگی انھوں نے اس جدوجہد میں صرف کی کہ معاشرے میں جینے والے کمزور سے کمزور انسان کی جان، مال، عزت و آبرو کا تحفظ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ایوان بالا میں بیٹھے افراد کا۔ انھوں نے موجودہ ملکی حالات پر بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قلم کاروں کو اس ماحول کے خلاف اپنی مخلصانہ ذمہ داری ادا کرنی چاہئے اس لیے کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسانیت حالات کا شکار ہوئی ہے شاعروں، نقادوں اور کالم نویسوں نے میدان عمل میں آکر اس کا مقابلہ کیا ہے وہ گل وبلبل کی باتوں تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ عوامی مسائل کو انھوں نے اپنا مقصد اصلی بنایا۔

اردو اکادمی کے وائس چیئر مین شہپر رسول خطبۂ استقبالیہ میں منجملہ مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تاریخی اہمیت کے حامل اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد میں دہلی سرکار اور خصوصاً منیش سسو دیا کی سپورٹ ہمیں حوصلہ دیتی ہے میں تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ منیش سسو دیا اردو زبان وادب کے قدر دان ہیں وہ بارہا یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ اردو محبت کی زبان ہے مذہبی ہم آہنگی اور آپسی رواداری اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیفی اعظمی کے جہاں بہت سارے کارنامے ہیں وہیں شبانہ اعظمی بھی ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے ان کی تعلیم و تربیت جس پیرائے اور جس سوچ کے تحت کی گئی ان کی زندگی کے مختلف رنگ اس کے گواہ ہیں وہ ایک بہترین اداکارہ ہیں تو ایک عظیم سماجی خدمت گار بھی۔ پروفیسر علی احمد فاطمی نے اپنے کلیدی خطبہ میں کیفی اعظمی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی۔ اس موقع پر مہمانان کے ہاتھوں کیفی پر تحریر کردہ ان کی کتاب کا اجرا بھی عمل میں آیا۔

سکریٹری اردو اکادمی ایس ایم علی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس نوعیت کے ادبی وعلمی پروگرام کے انعقاد میں دہلی سرکار کا تعاون ہمیں نئے حوصلے دیتا ہے۔ پروفیسر شمیم حنفی نے اپنے صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ کیفی اعظمی ترقی پسند شاعری کا ایک نمایاں نام ہیں، انھوں نے انقلابی شاعری کے ذریعے جہاں محروموں کی زوردار وکالت کی وہیں اپنے اسلوب وفکر کے ذریعے کئی نسلوں کی آبیاری بھی کی ہے۔ جاوید اختر بھی ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے بھی نثر نگاری اور فلمی نغمہ نگاری کے ذریعے فلمی دنیا کے وقار میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔

کیفی اعظمی کی نظم نگاری کے حوالے سے پہلے اجلاس کی صدارت پروفیسر علی احمد فاطمی اور پروفیسر صادق نے مشترکہ طور پر انجام دی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر جاوید حسن نے بحسن وخوبی انجام دیے۔ کیفی اعظمی کی نظم نگاری پر پروفیسر یعقوب یاور، ڈاکٹر خالد اشرف اور ڈاکٹر احسان حسن نے اپنے مقالے پیش کیے۔

دوسرے اجلاس میں کیفی اعظمی کی غزل، گیت اور دیگر شاعری پر ڈاکٹر علی جاوید، پروفیسر احمد محفوظ، پروفیسر انور ظہیر انصاری اور پروفیسر سراج اجملی نے اپنے مقالے پیش کیے۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی اور پروفیسر انور پاشا نے کی جب کہ نظامت ڈاکٹر ابوبکر عباد نے کی۔ دونوں اجلاس کے صدور نے پیش کیے گئے مقالوں پر اپنے گراں قدر خیالات پیش کیے جہاں تاریخی اعتبار سے خامی محسوس ہوئی اس کی اصلاح کی اور مقالوں کے عناوین پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انھوں نے کہا کہ کسی بھی شاعر اور ادیب کی نگارشات کا تجزیہ کرنے کے لیے اس کے عہد کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ترقی پسندوں کی کامیابی یہ تھی کہ ان کی شاعری ایوانوں تک محدود نہیں رہی بلکہ کسان اور مزدوروں تک ان کے نغمے گاتے تھے۔ آج کے دور میں بھی دار ورسن کی پروا کیے بغیر اپنی نگارشات کو نسلوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ ترقی پسند شاعری کا یہ خاصا ہے کہ اس کے تخلیق کار گفتار کے غازی نہیں بلکہ کردار کے غازی ہوتے ہیں۔ دورِ حاضر میں سیاست زندگی کے ہر گوشے میں مداخلت کررہی ہے اس لیے قلمکاروں کو اپنی شاعری اور مضمون نویسی کے ذریعے اس کا رخ موڑنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام کیفی اعظمی کے صدسالہ یوم پیدائش کے موقع پر کل ہند مشاعرہ کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام معروف ترقی پسند شاعر کیفی اعظمی کے صدسالہ یوم پیدائش کے موقع پر گزشتہ روز 'جشن کیفی' منایا گیا۔ ترونی کلاسنگم آڈیٹوریم منڈی ہاؤس میں صبح دس بجے یک روزہ قومی سمینار کی شروعات ہوئی جس میں ان کی نظموں، غزلوں اور گیتوں پر قلم کاروں نے

اپنے مقالے پیش کیے پھر شام ساڑھے چھ بجے اسی سلسلہ کے تحت کمانی آڈیٹوریم منڈی ہاؤس میں کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا جس کی صدارت معروف نغمہ نگار جاوید اختر نے کی ،نظامت کے فرائض شکیل جمالی نے انجام دیے،مہمان مکرم کے طور پر کیفی اعظمی کی دختر اور مشہور فلم اداکارہ شبانہ اعظمی شریک رہیں۔مہمان خصوصی کی حیثیت سے نائب وزیر اعلیٰ دہلی منیش سسو دیا اور مہمان اعزازی کے طور پر عمران حسین (وزیر دہلی حکومت)اور حاجی اشراق خان نے شرکت کی۔وائس چیئر مین اردو اکادمی دہلی پروفیسر شہپر رسول نے تمام سامعین،مہمانان اور شعرا کا استقبال کرتے ہوئے دہلی سرکار کی اردو کے فروغ کے تئیں فراخ دلی کا شکریہ ادا کیا۔ایس ایم علی سکریٹری اردو اکادمی دہلی نے اظہار تشکر کیا۔

منیش سسو دیا نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ شاعری دلوں کو جوڑنے کا ذریعہ ہے،تغیرات زمانہ کو خوبصورت لفظوں میں بیان کرنے کا ہنر ہے،سماجی و مذہبی رواداری اور آپسی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کا ہتھیار ہے۔ہمیں اپنے اس تہذیبی و ثقافتی ورثہ کو پروان چڑھانا چاہیے۔انھوں نے کہا کہ جس عظیم شاعر کی نسبت سے یہ مشاعرہ منعقد ہو رہا ہے،دورِ حاضر کے شاعروں اور قلمکاروں کو ان کی فکر اور سوچ کو آگے بڑھانا چاہیے تا کہ سماج کے اس آخری شخص کی آواز ایوانوں تک پہنچے جو زمانے کی گرد میں دب کر رہ جاتے ہیں۔جاوید اختر نے کہا کہ آج جن حالات سے ہمارا معاشرہ دوچار ہے اس میں ترقی پسندی کی سخت ضرورت ہے ہمیں شاعری کے روایتی انداز سے ہٹ کر مزاحمتی شاعری کی طرف راغب ہونا چاہیے۔شبانہ اعظمی نے کہا کہ جب بھی معاشرے پر سخت وقت آتا ہے زمانے کے دانشور،قلم کار اور شاعر انقلابی جزبے کے ساتھ آواز بلند ضرور کرتے ہیں تاریخ اس کی گواہ ہے۔سامعین جاوید اختر کی غزلوں اور نظموں سے خوب محظوظ ہوئے اور دل کھول کر انھیں داد و تحسین سے نوازا۔جن شعرا نے اپنا کلام پیش کیا ان کا ایک ایک شعر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:

جینا مشکل ہے کہ آسان ذرا دیکھ تو لو
لوگ لگتے ہیں پریشان ذرا دیکھ تو لو
یہ نیا شہر تو ہے خوب بسایا تم نے
کیوں پرانا ہوا ویران ذرا دیکھ تو لو
(جاوید اختر)

غریب کو ہوس زندگی نہیں ہوتی
بس اتنا ہے کہ وہ عزت سے مرنا چاہتا ہے
(وقار مانوی)

جاگتے جاگتے اک رات گزاری میں نے
پھر اسی رات کے آنچل کا ستارہ ہوا میں
(شکیل اعظمی)

کل رات ہم بھی آگئے پردیس چھوڑ کر
پانی بھی پینا پڑتا تھا پتھر نچوڑ کر
(حبیب سوز)

لوگ کہتے ہیں کہ اس کھیل میں سر جاتے ہیں
عشق میں اتنا خسارہ ہے تو گھر جاتے ہیں
(شکیل جمالی)

پھول ہی پھول جو سینے پہ کھلائے ہوئے ہیں
ان دنوں ہم نگہہِ یار میں آئے ہوئے ہیں
(مہتاب حیدر نقوی)

وہ ایک آئینہ پتھر کی بات کرتا ہے
وہ ایک آئینہ پتھر سے ہے زیادہ کیا
(خورشید اکبر)

یہ زخم زخم مناظر لہو لہو چہرے
کہاں چلے گئے وہ لوگ ہنستے گاتے ہوئے
(اظہر اقبال)

ہائے وہ لوگ جو تسکینِ دل و جاں تھے کبھی
کیا بگڑ جاتا جو وہ لوگ بھی جیتے رہتے
(ڈاکٹر جاوید نسیمی)

میں تو مزدور عشق تھا یا رب
مجھ کو کس کام پر لگایا ہے
(شفق سوپوری)

قتل کرنا تو اس کو ٹھیک نہیں
عشق کی موت حادثہ میں ہو
(پوجا بھاٹیہ)

آپ کا سجدہ مکمل کیوں نہیں تھا
آپ نے سجدہ دوبارا کیوں کیا تھا
(منیش شکلا)

مشاعرہ نہایت کامیاب رہا،سامعین میں شاعروں، ادیبوں اور ناقدوں کے علاوہ عوام بھی کثیر تعداد میں موجود رہے۔خوش آئند بات یہ رہی کہ آڈیٹوریم نوجوانوں سے بھرا رہا۔مشاعرہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں جملہ اراکین اردو اکادمی نے اہم کردار ادا کیا۔

◆◆◆